۱۸۵۷ء اور ہریانہ

مرتبہ

مولانا مفتی عطاء الرحمن قاسمی

SW1

شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

۱۸۵۷ء انقلاب میں میواتی شمولیت کے اسباب

ڈاکٹر اعجاز احمد☆

جدید ہندوستان کی تاریخ میں ۱۸۵۷ء کی بغاوت ایک ایسا عہد ساز واقعہ ہے جو نہ صرف عالمی تاریخ میں ایک اہم مقام رکھتا ہے بلکہ اسے آج ہر ہندوستانی کسی نہ کسی شکل میں یاد کرنا چاہتا ہے۔ اب تک اس بغاوت کو مختلف نظریات سے دیکھا جارہا تھا مگر آج تمام مؤرخوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی یہ بغاوت ایک فوجی غدر نہیں بلکہ ایک عوامی لڑائی تھی جس کا ماحول کافی دنوں سے تیار ہو رہا تھا۔ اس میں تمام ہندوستانیوں کی شمولیت کافی حد تک نظر آتی ہے۔ سارا شمالی ہندوستان جہاں اس بغاوت کا زور تھا انہی مختلف علاقوں میں ایک علاقہ میوات بھی ہے جس نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جب ہندوستان کے تمام دوسرے علاقوں میں انگریز دوبارہ اپنا تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے اور اپنے ظلم وستم کا قہر برپا کر رہے تھے۔ یہی نہیں بلکہ دہلی بھی دوبارہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑی جا چکی تھی اس کے باوجود بھی تقریباً ڈھائی مہینوں بعد تک میوات کے لوگ آزادی کی فضا میں سانس لیتے رہے۔

لیکن ایک بات کافی اہم اور قابل غور ہے کہ ہندوستان کے الگ الگ علاقوں میں جہاں بھی بغاوت کا پرچم لہرایا تھا وہاں کے راجاؤں اور مہاراجاؤں کی اپنی شکایتیں شامل تھیں جس نے

☆ یٰسین میو ڈگری کالج، نوح ضلع میوات

آگے چل کر ایک قومی لڑائی کی شکل اختیار کرلی تھی۔ مثلاً کسی کا راج گیا تھا تو کسی کی ریاست، کسی کا لقب چھنا تھا تو کسی کی پنشن بند ہوئی تھی۔ چنانچہ ان ساری ریاستوں نے انگریزوں کے خلاف ایک ماحول بنایا اور عام لوگوں کو ان کے خلاف لڑائی کا ایک راستہ دکھایا۔ مگر میوات میں تو ایسا کچھ بھی نہیں تھا نہ راج تھا نہ ریاست اور نہ ہی کوئی مذہبی دشواری تھی۔ آخر وہ کون سی طاقت اور وجوہات تھیں جس نے ان کھیتی پیشہ میواتیوں کو ۱۸۵۷ء کی اس خونریز لڑائی میں کودنے پر مجبور کیا؟ اس مقالہ میں اسی پہلو پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

علاقہ میوات دہلی کے شمال سے شروع ہو کر اراولی پہاڑ کے اطراف اور متھرا، گڑگاؤں، بھرت پور اور الور کے کافی علاقوں میں پھیلا ہوا ہے۔(۱) اس علاقہ میں تمام دیگر قوموں کے علاوہ بہت بڑی تعداد میں میو قوم آباد ہے جس کی بہادری اور دلیری کی داستان تاریخ کے اوراق میں بھری پڑی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا سماجی اور تاریخی پہلو ہے جو پہلی جنگ آزادی میں میوؤں کی شمولیت کے لئے کافی حد تک ذمہ دار ہے۔

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ میوؤں کے پاس اپنی کوئی بڑی اور مستقل فوج نہ ہوتے ہوئے بھی انھوں نے گوریلا فوجی طرز عمل سے ہمیشہ دشمنوں کے چھکے چھڑائے ہیں۔ دہلی سلطنت کے تمام ترحکمراں اور مغلوں کے شروعاتی دور حکومت کے وقت میوؤں اور حکومتوں کے بیچ کافی لڑائیاں ہوئیں۔ دہلی کی حکومتوں نے میوؤں سے نمٹنے کے لئے انہی کی طرح بہادر اور جاں باز افغانوں کو فوج میں بھرتی کر کے میوات پر کئی حملے کروائے جس میں ہزاروں جاں نثار میو جاں بحق ہوئے لیکن پھر بھی انہوں نے حکومت کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے۔(۲) اکبر نے ان تاریخی خلل اور معرکہ آرائی کے مدنظر حالات کو قابو میں کرنے کے لیے صلح کا راستہ اختیار کیا۔ اس نے میوؤں کو چھوٹے چھوٹے عہدے بھی دینے شروع کیے۔ ابوالفضل نے میوؤں کی وفاداری اور فرمانبرداری کو دیکھتے ہوئے ان کی کافی تعریف کی ہے۔(۳) شاہ جہاں اور جہانگیر کے وقت سے میوؤں اور مغلوں کے بیچ دوبارہ لڑائیاں شروع ہوگئیں۔(۴) مگر اورنگزیب نے اپنی فوج میں میوؤں کو بھرتی کر کے ان کی خدمات کو ایک مرتبہ پھر حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں تاریخ میو چھتری کا ایک چھند قابل تحریر ہے:(۵)

"دلّی سہر سہاونو کنچن برسے نیر،
سب کے کنٹھ بٹور کے لے گیو عالمگیر،
سنو سکھی سہیلیاں ملے بندھاؤ دھیر،
کتنی سہاگن ہونگی جاون بگدے عالمگیر،

لیکن اورنگ زیب کے آخری دور میں میو اور مغل ایک مرتبہ پھر آپس میں لڑنا شروع کر دیئے۔ اورنگ زیب کی وفات کے بعد ۱۷۳۰ء سے ان کی لڑائی سوائی جے سنگھ کے ساتھ شروع ہوئی جس میں میؤوں نے کافی وقت تک متحد ہوکر معرکہ جاری رکھا۔

یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ میو قوم جس نے اپنے معاملات میں اپنے ہی ہم وطن حکمرانوں سے سمجھوتہ نہیں کیا اور ان سے زیادہ تر لڑائیوں میں الجھی رہی، وہ بہادر قوم غیر ملکی انگریز منافع خوروں کے ظلم وستم کو کیسے برداشت کرسکتی تھی۔ حالانکہ انگریزی حکومت کے خلاف میوات کے لوگوں کا غصہ میوات پر انگریزی تسلط کے وقت سے ہی تھا مگر یہاں کے لوگوں کو ایک موزوں موقع ۱۸۵۷ء کی بغاوت نے فراہم کیا۔ اس لڑائی میں میؤوں نے انگریزوں کو کئی معرکوں پر شکست دے کر میوات کو آزاد کرایا اور اپنی ہمت اور دلیری کا سب سے اہم باب تاریخ کے حوالے کیا۔

۱۸۵۷ء کی بغاوت میں میؤوں کی شمولیت کا دوسرا اور کافی اہم پہلو معاشی اور جغرافیائی ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ میوات کا ایک بہت بڑا حصہ پہاڑی اور نمکین ہے۔ زمین زرخیز نہیں ہے اور کئی جگہوں پر پانی بھی کھارا ہے۔ اس وجہ سے فصل بہت اچھی نہیں ہوتی اور لوگوں کو روزی روٹی کے لیے کافی مشقت کرنی پڑتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ یہاں کے لوگ کافی محنت کش ہونے کے ساتھ ساتھ دلیر اور بہادر بھی ہوتے ہیں۔ دہلی کے حکمرانوں نے جب زمین کی لگان عائد کی تو یہاں کے لوگ اپنی غریبی اور بدحالی کی وجہ سے لگان ادا کرنے میں قاصر تھے۔ چنانچہ حکومت اور میؤوں میں لڑائیاں چھڑ گئیں اور دہلی سلطنت سے شروع ہوکر مغلوں کے خاتمے تک چلتی رہیں۔

۱۸۰۳ء میں میوات پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا۔ انگریز جن کا دھرم اور ایمان ہی منافع خوری

تھا ملک کے باقی حصوں کی طرح اپنی زمینی لگان کی حکمت عملی کے ذریعے میوات کو بھی چوسنے میں لگ گئے۔ میوات کے مختلف علاقوں میں زمینی لگان بہت زیادہ آنکے گئے۔ انگریزوں کی اس حکمت عملی سے بہت سے علاقے جیسے نوح، سوہنا، پلول، تاؤڑو، ریواڑی، فیروزپور وغیرہ بہت زیادہ متاثر ہوئے اور کسانوں (جو زیادہ تر میو تھے) کی حالت بہت زیادہ خراب ہوگئی۔ (۶) میوات میں ۳۸۔۱۸۳۷ء میں باقاعدہ بندوبست (Regular Settlement) شروع کیا گیا جس سے کچھ علاقوں میں لگان میں کمی آئی۔ (۷)

میوات کے لوگ جہاں ایک طرف انگریزوں کے لگان کے بوجھ تلے دبے ہوئے تھے وہیں قدرت کی طرف سے بھی دہری مار پڑ رہی تھی۔ میوات کے لوگوں کو اسی دوران ایک نہایت ہی خطرناک خشک سالی اور قحط کا سامنا کرنا پڑا جس سے بہت زیادہ جانی اور مالی نقصان ہوا۔ یہ قحط ۱۸۴۱ء تک اپنا قہر برپا کرتا رہا۔ اس سے پہلی بار حکومت کو میواتیوں پر رحم آیا اور پلول اور فیروزپور میں لگان میں ۲۵ فیصدی اور ۲۰ فیصدی کی کمی کی گئی۔ نوح میں بھی لگان میں کچھ کمی گئی مگر گڑگاؤں اور ریواڑی جہاں قحط کا اثر کچھ کم تھا پرانا ہی لگان برقرار رکھا گیا۔ لگان کا درزمین کی قسم، پیداوار اور سینچائی کے ذرائع کے لحاظ سے پورے میوات میں مختلف تھا۔ جہاں کنویں سے سینچائی ہوتی تھی وہاں لگان کا در ساڑھے تین روپئے سے چار روپئے فی ایکڑ تک تھا لیکن جہاں بارش کے پانی کے علاوہ سینچائی کا دوسرا ذریعہ نہیں تھا وہاں لگان کا در ڈھائی روپئے فی ایکڑ تھا۔ (۸) لگان کے یہ در کسانوں پر بھاری بوجھ تھے اور عموماً کسان لگان کو پوری طرح چکا نہیں پاتے تھے اور ایک بڑی رقم بقایا رہ جاتی تھی۔ لوگ لگان ادا کرنے کے لیے مہاجنوں کے قرض تلے دب جاتے تھے اور بہت سارے لوگ انگریزی ظلم وستم کے شکار ہوتے تھے۔

حکومت ان کی پریشانی سے نجات دلانے کا کوئی پختہ انتظام کرنے کی بجائے میوؤں کی بدحالی کا ذمہ دار انہیں کو بتا رہی تھی۔ میوات کے ,Land Settlement Officer F.C. Channing نے میوؤں کی غریبی اور مالی کمزوری کی وجہ ان کی سستی اور فضول خرچی بتایا ہے جبکہ دوسری قوموں کی تعریف کی ہے۔ (۹) کھیتی اور زمینوں کی حالت سدھارنے کی کوشش حکومت کی طرف سے نہیں کی گئی اور اس طرح میوات میں کسانوں کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی

گئی۔ یہی حال پورے ملک میں تھا۔ اینجلس جو کارل مارکس کا دوست تھا مارکس کو لکھے گئے ایک خط میں کہتا ہے ''ہندوستان میں انگریزی حکومت نے کھیتی کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے جس کی وجہ سے کھیتی ٹوٹ رہی ہے اور تباہ ہونے جا رہی ہے''۔ (۱۰)

ان سب وجوہات سے میوات کے لوگ خاص کر میو انگریزوں کے دشمن بن گئے اور جب ۱۸۵۷ء میں انگریزی افواج نے بغاوت کر کے آزادی کی روشنی دکھائی تو سب سے پہلے میوؤں نے دہلی کے نزدیک گڑگاؤں میں ان مجاہدین کا ساتھ دیا۔ انھوں نے انگریزوں کے قتل کے ساتھ ساتھ زمینی لگان، وصولی اور بقایا سے متعلق سارے دستاویزوں کو نذر آتش کر دیا اور زمینداروں، ساہوکاروں اور مہاجنوں کے دستاویزوں کو بھی جلا ڈالا۔ (۱۱) اس طرح میوں نے نہ صرف فوج کا ساتھ دیکر ان کا حوصلہ بڑھایا بلکہ میوات کو فتح کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لی اور کئی معرکوں میں انگریزوں کو شکست دیکر میوات میں آزادی کا پرچم بلند کیا۔ اس سلسلے میں میوات کے بہت سے جانباز سورماؤں جیسے علی حسن خاں، صمد خاں، محراب خاں، صدرالدین، ناہر خاں وغیرہ کے نام سرفہرست ہیں جنہوں نے اپنے خون سے میوات کی زمین کو سینچ کر آزادی کے پودے لگائے لیکن نومبر ۱۸۵۷ء کے آخر تک میوات پر پھر سے انگریزوں کا تسلط قائم ہو گیا۔ انگریزوں نے بہت سارے گاؤں کو نذر آتش کر دیا اور بہت سارے لوگوں کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ مثلاً نوح اور اس کے اطراف کے گاؤں سے ۵۲ میوؤں کو پھانسی پر لٹکایا گیا، ۴۲ میوؤں کو فیروز پور جھرکہ میں اور ۱۸ میوؤں کو گھلب میں پھانسی دی گئی۔ (۱۲) اگر زبانی بیانیہ پر یقین کیا جائے تو ۲۹ نومبر ۱۸۵۷ء تک ۳۶۰۰ میوؤں کو شہید کیا گیا اور ۱۰۲ میوؤں کو مختلف گاؤں اور قصبوں سے دہلی لے جا کر پھانسی دی گئی۔ (۱۳)

میوات میں آزادی کی پہلی لڑائی کی وجوہات کے سلسلے میں تیسرا پہلوان میو فوجیوں کے متعلق ہے جو انگریزی حکومت اور دیسی ریاستوں کی افواج میں کام کر رہے تھے۔ ویسے تو کوئی آنکڑا ایسا موجود نہیں جو یہ بتائے کہ یہ فوجی کس طرح میوات میں اس لڑائی میں سرگرم تھے اور تعداد میں کتنے تھے مگر سرکاری دستاویزوں میں شہید ہونے والے میو فوجیوں کی فہرست سے ان کے بارے میں کافی کچھ واضح ہو جاتا ہے۔

میوات کے بہت سارے نوجوان ایسٹ انڈیا کمپنی ،مہاراجہ گوالیر، کوٹہ اور پنجاب کے گھڑسوار فوج میں کام کررہے تھے۔ جیسے کہ دوسری، تیسری اور پانچویں رجمنٹ، پندرہویں گوالیر کنٹن رجمنٹ، پنجاب گھڑسوار فوج، چوتھی غیر پابند گھڑسوار فوج، ہلکی فوج اور کوٹہ کانٹن رجمنٹ وغیرہ میں کافی میوٗ فوجی کام کررہے تھے۔ (۱۴) ظاہر ہے کہ یہ سارے لوگ جو مختلف افواج میں کام کررہے تھے اپنے گھر، گاؤں اور رشتہ داروں سے پوری طرح جڑے ہوئے تھے اور ان پر ہورہے انگریزی ظلم وستم سے پوری طرح واقف تھے، ان کے دلوں میں بغاوت کے شعلے دہک رہے تھے مگر کوئی مناسب موقع نہ ملنے کی وجہ سے مایوس تھے۔ ۱۸۵۷ء کے انقلاب نے ان سپاہیوں کو ایک امید کی روشنی دکھائی اور ایک بھی لحہ گنوائے بغیر یہ آزادی کی جنگ میں کود پڑے اور عام شہریوں کے شانہ بہ شانہ انگریزوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ چند دنوں میں ہی پورا علاقہ انگریزوں سے آزاد ہوگیا۔ میوات کے چودھریوں نے پورے علاقے کا نظام سنبھال لیا اور مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی قیادت میں حکومت کرنے لگے۔ (۱۵)

آخر وقت نے کروٹ بدلی اور دہلی ایک بار پھر غلام ہوگئی۔ انگریزوں نے اپنی ساری طاقت میوات میں جھونک دی۔ میوات کے سورما آخر کب تک انگریزوں کی مسلح فوج کا مقابلہ کرسکتے تھے۔ ایک ایک گاؤں اور قصبے انگریزوں کے قبضے میں آتے گئے اور نومبر ۱۸۵۷ء کے آخر تک پورا میوات دوبارہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑ گیا۔ انگریزوں کا ظلم وستم پورے میوات میں برپا ہوگیا اور عام شہریوں کے ساتھ ساتھ باغی فوجیوں کو بھی پھانسی دینے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سلسلے میں کل ۳۵ سپاہیوں کو پھانسی دی گئی جن کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔ (۱۶)

حسن پور	۲۰	سوہنا	۴
گدراسن	۲	مجینس	۲
پلول	۱	فرہنوا	۱
فرخ نگر	۱	بلواری	۱
سلطان پور	۱	کاجرکا	۱
گھاجر	۱		

حواشی وحوالے:

۱۔ دی پنجاب، پاسٹ اینڈ پرجنٹ، اپریل ۲۰۰۱، صفحہ۔ ۳۹

۲۔ منہاج سراج، طبقات ناصری، حصہ۔ ۲، افغانستان، ۱۹۶۸ء، صفحات ۵۱۔ ۸۵۰، اور ضیاء الدین برنی، تاریخ فیروز شاہی، (ایٹ) شیخ البدر رشید علی گڑھ، ۱۹۵۷ء، صفحات ۵۸۔ ۵۶

۳۔ ابوالفضل، آئین اکبری، (ترجمہ) بلاک مین، کلکتہ، ۱۹۷۷، صفحہ ۲۶۲

۴۔ شمس الدولہ، مآثر الامراء، کلکتہ، ۱۹۰۸ء، حصہ ۱/۳، صفحات ۵۷۔ ۱۵۶

۵۔ عبدالشکور، تاریخ میو چھتری، دہلی، ۱۹۷۴ء صفحہ ۳۵۹

۶۔ لینڈر رو ینیوسٹل منٹ آف گڑگاؤں ڈسٹرکٹ ۱۹۸۲، (ایٹ) ایف، سی، چینگ صفحہ ۵

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً صفحات ۷، ۶

۹۔ ایضاً صفحات ۴، ۳

۱۰۔ کارل مارکس اور اینجلس کلکٹڈ ورکس حصہ ۳۹، ماسکو، ۱۹۸۶، صفحہ ۳۳۹

۱۱۔ گڑگاؤں ڈسٹرکٹ گزیٹیر، چنڈی گڑھ ۱۹۸۳ صفحہ ۴۰

۱۲۔ تحریک آزادی اور میوات (ایڈ) کشمیری لال ذاکر، ہریانہ اردو اکیڈمی ۲۰۰۸ء صفحہ ۸۱

۱۳۔ ٹیومیوٹامس، یکم نومبر ۱۹۹۴ء

۱۴۔ فائل نمبر۔ آر۔ ۱۸۹، ڈپٹی کمشنر آفس، گڑگاؤں

۱۵۔ گڑگاؤں ڈسٹرکٹ گزیٹیر، صفحہ ۴۰

۱۶۔ فائل نمبر۔ آر۔ ۱۸۹، ڈپٹی کمشنر آفس، گڑگاؤں

...........☆☆☆...........